پروفیسر قاضی حلیم فضلی*

ماہ شوال کے حوالہ سے غزوہ احد میں صحابہ کرامؓ کا جذبہ جہاد اور شوق شہادت

آیت مع ترجمہ: لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیھم القتل الیٰ مضاجعھم ...... ولا تھنوا ولاتحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ۔ (آل عمران۔۱۳۰)

صحیح بخاری باب' غزوہ' احد میں ہے کہ یہ آیت عروہ میں نازل ہوئی۔ اگر آپ گھروں میں بھی ہوتے تو بھی جنہیں قتل ہونا مقدر تھا وہ انہی قتل گاہ کی طرف آ جاتے۔

۲۔ نہ اہانت محسوس کرو اور نہ غمگین رہو تم شہرتوں کو چھوؤ گے بشرطیکہ تم مومن بن کر رہے۔

جنگ احد کے اسباب:

(۱) جنگ بدر میں قریش مکہ کو ذلت آمیز شکست ہوئی تھی۔ ان کے سربراہ سردار مارے گئے تھے۔ مکہ کا ہر گھر ماتمکدہ بنا ہوا تھا جس قوم اور معاشرہ میں ایک قتل کے بدلے صدیوں تک جدال وقتال کی روایت ہو اسی معاشرے میں جنگ بدر کی ہزیمت اور سرداران قریش کی ہلاکت کو کیسے برداشت کیا جاسکتا تھا۔ چنانچہ پورا مکہ جوشِ انتقام سے بھرا ہوا تھا' جنگ احد کا سب سے بڑا سبب یہی تھا۔ دوسرے اسباب اسی کے نتیجہ میں آتے ہیں'

(۲) فوری تیاری کا سبب یہ بھی تھا کہ ابو جہل کا بیٹا عکرمہؓ جو اس وقت مسلمان نہ ہوا تھا۔ بدر کے مقتولین کے ورثا کو لے کر ابوسفیانؓ کے پاس گیا اور کہا کہ ہم اپنے مقتولین کا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ ابوسفیانؓ خود اس وقت مسلمان نہ تھے۔ جوش انتقام کی آگ میں جل رہے تھے۔ ان کی درخواست قبول کر لی۔ اسی کے ساتھ ساتھ دو قریشی شعراء عمرو اور مسافع نے انتقام پر ابھارنے والے اشعار کے ذریعہ قبائل میں آگ بھڑکا دی۔

(۳) قریش کی وہ خواتین جن کے خاوند' والدین' اور بیٹے جنگ بدر میں مارے گئے تھے وہ بھی اپنے مردوں کو غیرت دلا دیتی تھیں اور کفار مکہ کو مسلمانوں کے خلاف فیصلہ کن جنگ پر ابھارتی تھیں۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ جن کا باپ

---

* مدیر ماہنامہ "القلم" اوگی مانسہرہ

عتبہ بدر میں کام آیا تھا۔ ام حکیم عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی' فاطمہ حضرت خالد کی بہن جو اپنے والد ولید کا انتقام لینا چاہتی تھی اسی طرح حناس حضرت مصعب بن عمیرؓ کی والدہ اپنے مقتول کے انتقام سے بھری بیٹھی تھی۔

(۴) جنگ بدر میں جو قیدی مسلمانوں کے ہاتھوں گرفتار ہوئے تھے ان کا خون بہا بھی جو ڈھائی لاکھ درہم تھا' اہل مکہ کو ادا کرنا تھا جو ان پر معاشی دباؤ کا سبب بنا اور مالی کمزوریاں انتقام کا ذریعہ بنیں۔

(۵) اہل قریش نے نجد اور عراق کے راستے اپنی تجارت بحال کرنا چاہی تو مسلمانوں نے چھاپہ مارا جس میں لاکھ درہم کی چاندی ان کے ہاتھ آئی یہ عنصر بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ احد کا سبب بنا۔

(۶) ان جانی و مالی نقصانات کے علاوہ قریش کے تمام تجارتی راستے بند ہو گئے۔ قریش جن کو اہل عرب کی ہر قیادت وسیادت حاصل تھی بدر کی شکست اور ان حالات میں ان کی بے بسی کے باعث وہ اثرات زائل ہونے لگے' انہیں اپنی عزت' عقیدت واحترام میں کمی کا خطرہ محسوس ہو رہا تھا۔ مسلمانوں کی فتح اور برتری کے نتیجہ میں بھی اور خداوند تعالیٰ پر پختہ ایمان وایقان کے نتیجہ میں بھی بت پرستی سے لوگ برگشتہ و بیزار ہو رہے۔ خونی رشتوں کے کٹ جانے اور دینی رشتوں کی باہمی محبت واستحکام پر بھی ایمان پیدا ہو رہا تھا۔ تجارتی راستوں کے مسدود ہونے کی وجہ سے دوسرے قبیلے مسلمانوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھانے پر مجبور تھے۔ یہ تمام حالات اہل قریش کے لئے حد سے زیادہ پریشان کن تھے' وہ اپنے مقتولین کے انتقام' معاشی و مالی نقصانات اور اپنے اقتدار کی بحالی وتحفظ کی خاطر ''جنگ احد'' پر مجبور تھے۔

جنگی تدابیر:

اہل قریش نے مختلف وفود' بااثر شخصیات' شعراء کی خدمات کے زیر اثر مختلف قبیلوں کی امداد پر مشتمل تین ہزار کا لشکر تیار کرلیا' جن میں سات سو زرہ پوش' دوسو گھڑسوار شامل تھے۔ مقتولین کے نوحے پڑھ کر جنگ میں بہادری پر اکسانے والی خواتین بھی تھیں' ابوسفیان کے اس تجارتی قافلے ''جو جنگ بدر سے پہلے بچ کر نکل آیا تھا'' کا منافع اس جنگ احد میں صرف ہوا۔ چنانچہ پورے ساز وسامان اور جنگی ضرورتوں ولوازمات کے ساتھ یہ لشکر مدینہ کی چراگاہ میں داخل ہو کر اسے پامال کرنے لگا۔ اور احد کے مقام پر پہنچ گیا۔ حضور ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ چونکہ مکہ میں تھے انہوں نے اسی لشکر کی روانگی سے پہلے حضورؐ کو اطلاع دے دی۔ حضور ﷺ کے ذاتی جنگی مخبروں نے بھی قریش کے لشکر کی اطلاع دے دی کہ وہ احد کے مقام پر پہنچ گیا ہے۔

چنانچہ حضورؐ نے صحابہ کرامؓ کی مجلس مشاورت طلب فرما کر جنگی تیاریوں اور جنگ کے متعلق تجاویز طلب فرمائیں۔ آزمودہ کار کی رائے تھی اور حضور بھی یہی چاہتے تھے کہ یہ لڑائی مدینہ کے اندر لڑی جائے۔ لیکن نوجوان صحابہ کرام نے از راہ جوش وجذبہ اصرار کیا کہ مدینہ سے باہر احد کے مقام پر مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ نماز جمعہ کے بعد حضورؐ گھر تشریف لائے۔ زرہ پہنی اور نکلے جب صحابہ کرام کو اندازہ ہوا کہ مدینہ سے باہر لڑائی کا مشورہ حضورؐ کی رائے کے

خلاف ہے تو پشیمان ہو کر اپنی رائے بدلنے کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا۔ نبی جب ہتھیار باندھ لے تو اتارا نہیں کرتا۔ حضورؐ کے لشکر میں ایک ہزار صحابہ کرام تھے۔ تھوڑی دور چل کر عبداللہ ابن اُبی منافق بہانہ بنا کر کہ مدینہ کے اندر لڑنے کی میری تجویز نہیں مانی گئی۔ لہذا میں احد کی لڑائی میں شریک نہیں ہوتا۔ وہ اپنے تین سو ساتھیوں کو لیکر واپس ہو گیا۔

اب حضورﷺ کے ساتھ لشکر میں نابالغ بچوں سمیت سات سو آدمی رہ گئے۔ لیکن لڑکوں کو واپس کر دیا جن میں زید بن ثابتؓ براء بن عازبؓ ابو حذریؓ اور عبداللہ ابن عمرؓ قابل ذکر ہیں۔ ان کمسن بچوں میں سے رافعؓ کو ان کی تیراندازی میں مہارت کی وجہ سے بھی اور ایڑیاں اٹھا کر صف میں کھڑے ہونے کی وجہ سے بلند قامت سمجھ کر ساتھ لے لیا۔ جس پر سمرہؓ نے اعتراض کیا کہ یہ مجھ سے چھوٹے ہیں۔ اور میں اس سے طاقت میں بہتر ہوں ہمارا مقابلہ کرایا جائے ان دونوں کے درمیان کشتی کا مقابلہ ہوا تو واقعی سمرہؓ نے رافع کو پچھاڑ دیا جس پر دونوں کو اجازت مل گئی۔ اس لشکر میں عورتوں میں سے حضرت عائشہؓ ام سلیمؓ ام سلیطؓ ام عمارہ بھی ساتھ تھیں۔ جنہوں نے جنگی خدمات انجام دیں۔

واقعات: احد کے پہاڑ کو پشت پر رکھ کر صفیں باندھی گئیں۔ احد کا میدان مدینہ سے تین میل پر واقع ہے پچاس تیراندازوں کا ایک دستہ اس پہاڑی پر جہاں پشت پر حملے کا اندیشہ تھا۔ حضرت عبداللہ ابن جبرؓ کی نگرانی میں متعین فرما کر انہیں سخت تاکید کی گئی کہ فتح ہو یا شکست تم جگہ نہ چھوڑ و گے۔

لڑائی کا آغاز ہونے سے پہلے ابو عامر راہب رئیس مدینہ ڈیڑھ سو آدمیوں کیساتھ آگے آیا۔ اسے مدینہ میں اپنے عرصہ قیام کے دوران اپنی پارسائی' اپنی سابقہ عزت و حرمت کے زعم میں یہ خیال تھا کہ انصار اسے دیکھ کر حضورؐ کا ساتھ چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ نعرہ مارا مجھے جانتے ہو میں ابو عامر ہوں۔ انصار نے جواباً کہا۔ ہاں جانتے ہیں تو بدکار ہے تیرا ارادہ پورا نہ ہوگا' عورتیں دف بجاتی ہوئی آئیں۔ رجزیہ گیت اور مقتولین بدر کے نوحے گاتی تھیں تاکہ اپنے لشکر میں جوش و جذبہ پیدا ہو۔ قریش کا علم بردار طلحہ آگے بڑھا اور چیلنج کیا۔ ''تم میں سے کون ہے جو مجھے مار کر جہنم رسید کرے یا میرے ہاتھوں مر کر جنت میں داخل ہو''۔ حضرت علیؓ آگے بڑھے اور کہا۔ ''میں ہوں'' اور ایک ہی وار میں اسے جہنم رسید کر دیا' پھر اس کا بھائی عثمان آیا' جیسے حضرت حمزہؓ نے شانہ پر تلوار مار کر جو کمر تک اتر گئی تھی۔ واصل جہنم کر دیا۔

پھر عام جنگ کا آغاز ہو گیا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ حضرت حمزہؓ حضرت علیؓ حضرت ابو دجانہؓ جو عرب کے مشہور جنگی پہلوان تھے۔ صفوں کی صفیں الٹتے تھے۔ تلواریں نیزے اور بھالے چل رہے تھے حضرت حمزہؓ دو دستی تلوار چلا رہے تھے' اور صفوان کو چیر کر آگے بڑھ رہے تھے۔ جبیر بن مطعم نے اپنے حبشی غلام کو حضرت حمزہؓ کے قتل پر آمادہ کیا تھا کہ اسکے بدلہ میں اسے آزاد کر دیا جائیگا۔ اسی حبشی کو ''ہندہ'' زوجہ ابو سفیان نے بھی اپنا تمام زیور دینے کے وعدے پر اکسایا تھا کہ وہ حضرت حمزہؓ کو قتل کر دے۔ چنانچہ وہ ایک پتھر کے پیچھے چھپا ہوا موقع کی تاک میں تھا کہ حضرت حمزہ جب دو دستی تلوار چلاتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے کہ حبشی نے تاک کر اپنا چھوٹا نیزہ حربہ پھینکا جو آپ کی ناف میں لگا اور

دوسرے پہلو سے پار ہو گیا۔ حضرت حمزہؓ نے جوابی حملہ کرنا چاہا کہ گر پڑے اور وہیں شہید ہو گئے۔ حضرت حنظلہؓ اسی بہادری سے لڑتے ہوئے آگے نکل گئے کہ ابوسفیان سے سامنا ہو گیا آپ اس پر حملہ کرنا چاہتے تھے کہ دفعتاً شواد بن الاسود نے وار کر کے شہید کر دیا۔ ابودجانہؓ کے پاس حضورؐ کی عطا کردہ تلوار تھی آپ لڑتے ہوئے اسی بہادری سے داد شجاعت دیتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے کہ ابوسفیان کی بیوی ''ہندہ'' سامنے آ گئی چاہا کہ ایک ہی وار سے اسے ہلاک کر دیں کہ خیال آیا کہ حضورﷺ کی تلوار عورت پر اٹھانا تلوار کی توہین ہو گی' ہندہ کو چھوڑ دیا۔

جنگ کا پانسہ پلٹ گیا: گھمسان کی اس جنگ میں مسلمانوں نے قلیل تعداد کے باوجود شجاعت اور بہادری حضورﷺ کی محبت' ایمان پر سچائی واسلام کے لئے سرفروشی وشوق شہادت کا حق ادا کر دیا۔ اور ایسا کہ قریش کے قدم اکھڑ گئے اور پسپا ہو کر راہ فرار اختیار کر لی۔ عورتیں شلواریں سنبھال کر ننگی پنڈلیوں کے ساتھ بھاگ رہی تھیں' انہیں ہوش نہیں تھا۔ مسلمان میدان خالی پا کر مال غنیمت سمیٹنے میں لگ گئے۔ انہیں دیکھ کر پہاڑی پر چھوڑے ہوئے پچاس تیراندازوں کا دستہ بھی فتح کے یقین اور مال غنیمت کے لالچ میں اپنی جگہ چھوڑ آیا۔ ہر چند کہ انہیں حضرت عبداللہ ابن جبیرؓ نے بہت روکا کہ حضور نے جگہ چھوڑنے سے منع فرمایا ہے مگر وہ نہ رکے۔ حضرت خالد نے جب یہ جگہ خالی دیکھی تو پلٹ کر اسی راستے گھاٹی سے سو سواروں کے ساتھ دوبارہ حملہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے مقابلہ کیا مگر لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ یہ دیکھ کر کفار مکہ کے دوسرے سردار ابوسفیان اور عکرمہ بھی واپس ہوئے اور حملہ کر دیا۔ یہ حملہ اتنا شدید اور غیر متوقع تھا کہ مسلمان جو افراتفری کی حالت میں تھے اور بے خبر مال غنیمت سمیٹنے میں لگے ہوئے تھے' قریش کے اس حملہ میں بدحواس ہو کر بکھر گئے اور کفار کے گھیرے میں گھر گئے۔ کسی کو کسی کا پتہ نہ تھا۔ حضرت مصعب بن عمیرؓ جن کے ہاتھ میں علم تھا اور جو حضورؐ کے ہم شکل تھے وہ کفار کے مشہور پہلوان قمیہ کے ہاتھوں شہید ہوئے تو اس نے نعرہ مارا ''قتل محمدؐ'' اس نعرہ نے بدحواسی' افراتفری اور نفسانفسی کے عالم میں مزید اضافہ کیا اور مسلمانوں میں مایوسی طاری کر دی۔ اکثریت ہمت ہار بیٹھی کہ اب لڑنے سے کیا فائدہ؟ جو جانباز تھے ان کا زور بھی نہ چل سکا۔ ہر کوئی اپنی جگہ گھرا ہوا انفرادی وذاتی دفاع میں مصروف تھا۔ اسی افراتفری ونفسی کے عالم میں اپنے' پرائے کی تمیز بھی باقی نہ رہی چنانچہ حضرت حذیفہؓ کے والد پر دشمن سمجھ کر مسلمانوں نے حملہ کر دیا۔ حضرت حذیفہؓ پکارتے رہے کہ میرے والد یمانؓ ہیں مگر کون سنتا اور حضرت یمانؓ اپنوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔

حضورﷺ کی خبر کسی کو نہ تھی' انکے ساتھ گیارہ صحابہؓ رہ گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت سعید بن ابی وقاص' حضرت زبیر بن عوامؓ حضرت ابودجانہؓ حضرت طلحہؓ صحیح بخاری کی روایت کے مطابق صرف طلحہ اور سعید کا نام آتا ہے کہ یہی دو تھے۔ حضرت انس کے چچا ابن نضرؓ تلوار چلاتے ہوئے آگے نکلے تو حضرت عمرؓ تلوار پھینکے ہوئے مایوس بیٹھے تھے۔ حضرت عمرؓ سے حضورؐ کی شہادت کی خبر سن کر مایوسی کی بجائے وہ صفوں میں گھس گئے کہ اب زندہ رہنا بیکار ہے اور لڑتے

ہوئے شہید ہوگئے انکے جسم پر اسّی سے زیادہ تلواروں اور نیزوں کے زخم تھے ان کی بہن نے انگلی دیکھ کر پہچانا۔

آخر حضرت کعب بن مالکؓ نے حضورﷺ کو دیکھ لیا تو انہوں نے اعلان کیا جس سے پر جوش و پر مسرت ہجوم حضورؐ کی طرف بڑھا حضورؐ کے اردگرد معرکہ برپا تھا حضورؐ نے فرمایا کون مجھ پر جان دیتا ہے''؟ زیاد بن سکنؓ پانچ انصاریوں کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھے تو سب لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ حضورؐ نے زیادؓ کی لاش منگوائی ابھی سانس باقی تھی کہ حضورؐ کے قدموں میں سر رکھ کر جان دیدی۔

بچہ ناز رفتہ باشدز جہان نیاز مندے　　　　که بوقتِ جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

حضورؐ پر یلغار ایسی تھی کہ کفار آخری مقصد حاصل کرنا چاہتے تھے۔ ابو طلحہؓ اس یلغار کو تیراندازی سے روکتے رہے اور اس شدت کے ساتھ دو کمانیں ہاتھ میں ٹوٹ گئیں تو انہی پر سے حضورؐ کے چہرے مبارک کو اوٹ میں لے لیا۔ حضورؐ اگر سر اٹھا کر دیکھنا چاہتے تو منع فرماتے کہ ایسا نہ کریں' میرا سینہ دشمنوں کے حملوں کے سامنے ہے۔ حضورؐ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو اپنا ترکش دے کر فرمایا۔''تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ تیر برساؤ'' اسی حالت اضطرار میں زبان سے نکلا۔ وہ قوم کیا فلاح پا سکتی ہے جو پیغمبر کو زخمی کرے اس پر خداوند تعالیٰ کی طرف سے فوراً تنبیہ فرمادی گئی۔ لیس لک من الامر شئی۔ اس معاملے میں تمہارا کوئی اختیار نہیں۔

حضورﷺ کو احد کی چوٹی پر چڑھا دیا گیا۔ حضرت ابوسفیان نے ان تک پہنچنے کی کوشش کی تو حضرت عمرؓ اور صحابہ کرام نے پتھر لڑھکا کر یہ کوشش ناکام بنادی۔ چوٹی پر چڑھنے سے پہلے حضورؐ کے اردگرد گھمسان کی جنگ کے دوران عبداللہ بن شہاب زہری کے وار سے آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو چکا تھا۔ پھر ابن قمیہ کے زوردار وار جو سر پر پڑا خود کی دو کڑیاں آنکھوں کے نیچے ہڈی میں گھس گئیں جنہیں ابوعبیدہ بن جراح نے دانتوں سے پکڑ کر کھینچا تو نکلیں۔ شمع رسالتؐ کے پروانوں نے آپؐ کے گرد گھیرا تنگ کر دیا تھا۔ ابو دجانہؓ آپ کی پشت سے سینہ جوڑ کر کھڑے ہوگئے اور اپنا پشتہ دشمنوں کے تیروں کے لئے سپر بنالیا۔ ان کی پشت تیروں سے چھلنی ہوگئی مگر جنبش تک نہ کی۔ حضرت سعدؓ حضرت ابوطلحہؓ۔ حضرت زبیرؓ اور حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ حلقہ باندھے کھڑے تھے۔ حضرت طلحہؓ ہاتھوں پر تلواروں کے وار روکتے رہے حتیٰ کہ ہاتھ زخموں سے چور ہو کر بیکار ہوگئے۔

اسی ہنگامہ کارزار میں ایک شقی نے دور سے حضورﷺ کو نشانہ بنا کر پتھر مارا جس سے ہونٹ زخمی ہوئے اور نیچے کا دانت ٹوٹ گیا۔ پاؤں پھسلا تو گڑھے میں گر پڑے۔ حضرت علیؓ و حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سہارا دے کر کھڑا کیا اور حضورؐ کے ارشاد کے مطابق چوٹی پر چڑھ گئے۔ حضورﷺ کی زندگی کی خبر پر تمام صحابہؓ کے وہاں جمع ہونے سے صورت حال بدل گئی۔ کفار کے حملے میں سستی آ گئی۔ اسی دوران ایک کافر ابی بن خلف گھوڑے پر سوار چڑھتا چلا آ رہا تھا' حضورؐ نے فرمایا آنے دو۔ اور حارث بن حمہ صحابی سے نیزہ لے کر اس پر وار کر دیا جس سے اس کی ہنسلی کی ہڈی ٹوٹ

گئی وہ بدحواس ہوکر بھاگا اور اسی زخم سے جان بحق ہوا۔ حضورؐ نے اپنی زندگی میں اسی شخص پر حملہ کر کے قتل فرمایا۔

مثالی ایثار: حضورﷺ کی شہادت کی خبر جب مدینہ پہنچی تو وفاشعار دوڑ پڑے۔ حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں جو چہرہ مبارک خون آلود تھا خون بند نہ ہوا تھا تو چٹائی کا ٹکڑے جلا کر رکھا تو خون بند ہوا۔

سیدنا حضرت حمزہؓ کی بہن حضرت صفیہؓ پہنچیں تو حضورؐ نے ان کے بیٹے زبیرؓ سے فرمایا اسے حضرت حمزہؓ کی لاش نہ دیکھنے دو۔ جسے ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے مسخ و مثلہ کر دیا تھا۔ ہاتھ' ناک' کان وغیرہ کاٹ کر بری طرح بگاڑ دیا۔ سینہ چیر کر کلیجہ چبا دیا تھا' اعضا کا ہار بنا کر گلے میں ڈال دیا تھا۔ اسی وقت ہندہ جگر خوار کے لقب سے مشہور ہوئی تھی۔ حضورؐ کا خیال تھا کہ حضرت صفیہؓ بھائی کی لاش اس حال میں دیکھ کر غمگین ہوں گی' مگر آپ نے کہا مجھے پتہ ہے میرے بھائی سے کیا ہوا لیکن خدا کی راہ میں یہ بڑی قربانی نہیں ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑھا اور مغفرت کی دعا مانگی۔

ایک انصاری صحابیہؓ حضورؐ کی شہادت کی خبر سن کر دوڑتی ہوئی آرہی تھیں' راستہ میں ہر واپس آنے والے سے حضورؐ کی خیریت دریافت فرماتیں' جو جواب ہر بار اسکے عزیزوں اور پیاروں کی شہادت کی خبر ملتی کہ تمہارا والد شہید ہو گیا۔ تمہارا شوہر شہید ہو گیا۔ تمہارا بھائی شہید ہو گیا۔ وہ ہر بار یہی فرماتی کہ مجھے حضورؐ کا پتہ دو وہ کیسے ہیں؟ جب موقع پر آکر حضورؐ کا چہرہ مبارک دیکھا تو خوشی سے فرمایا۔ حضورؐ کے زندہ و سلامت کے بعد سب مصیبتیں ہیچ ہیں۔

حضرت معصب بن عمیرؓ کی بیوی کو ان کے ماموں حضرت حمزہؓ کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ پھر ان کے بھائی حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی شہادت کا بتایا گیا تو پھر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا پھر جب آخر میں ان کے شوہر مصعب بن عمرؓ کی شہادت کی خبر سنائی گئی تو بے تاب ہو کر رو پڑیں۔

حضرت سعد بن ربیعؓ اس جنگ میں بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ حضورﷺ نے حضرت زید بن ثابتؓ کو ان کی تلاش میں بھیجا اور فرمایا وہ جس حال میں ہو انہیں میرا سلام کہو اور حال پوچھو' حضرت زید بن ثابتؓ انہیں لاشوں میں ڈھونڈتے ہوئے ان تک پہنچے تو آخری سانس لے رہے تھے۔ جسم پر ستر زخم تھے' انہیں حضورؐ کا سلام پہنچا کر حال پوچھا' تو حضورﷺ پر درود و سلام بھیج کر فرمایا حال یہ ہے کہ مجھے جنت کی خوشبو آرہی ہے اور انصار سے کہنا خدا کے ہاں تمہارا کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔

حضرت طلحہؓ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا حضور جب مشرکین مکہ کے گھیرے میں تھے تو ہر بار فرماتے تو کوئی ہے مشرکین کے مقابلے کے لئے؟ تو حضرت طلحہ ہر بار حضورؐ کی پکار پر خود کو پیش فرماتے اور حضورؐ پر حملے والی تلواروں کو ہاتھ پر روکتے حتی کہ آپ کے ہاتھ زخمی ہو گئے' بیکار ہو گئے۔

میدان جنگ کے کنارے پر حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ اور عبداللہ ابن جحشؓ بیٹھے ہوئے خدا سے دعا مانگ

رہے تھے۔ ''الہٰی اس جنگ میں ہمارا مقابلہ ایسے شخص سے ہو جو تلوار کا دھنی ہو' جرأت و ہمت کا مالک ہو تو ہمیں اس کے مقابلے میں ثابت قدم رکھنا۔ ہمارے مولا تو ہمیں غلبہ عطا کرنا۔ ہمارا لڑنا صرف تیری رضا کیلئے ہو تو اسے قبول فرما'' حضرت عبداللہ بن جحشؓ کی دعا میں یہ الفاظ زیادہ تھے۔ ''الہٰی میرے مقابلے میں ایسا شخص بھیج کہ ہمارا مقابلہ پہاڑوں سے ٹکرانے والے سے ہو۔ تلواروں سے آگ برسے۔ نیزوں سے شعلے نکلیں۔ میرا حریف سخت مقابلے کے بعد شہید کر دے میرے اعضا کاٹ ڈالے۔ میری لاش کی بے حرمتی کرے۔ میری شہادت میرے اعضا بریدگی' میری جسمانی بے حرمتی صرف تیرے لئے ہو۔ جب آخرت کے دن خدایا تیرے سامنے آؤں تو تو پوچھے کہ ایسا کیوں ہوا۔ تو میں کہوں مولا تیرے لئے' تیرے دین کی حفاظت کیلئے' اور تیرے پیارے نبیؐ کی حمایت کیلئے۔ پھر درگاہ رب العزت سے آواز آئے'' عبداللہ تو نے سچ کہا'' طبقات ابن سعد میں ہے کہ حضرت ابن ابی وقاصؓ اکثر فرماتے تھے ''ہم دونوں دوستوں کی دعائیں قبول ہوئیں' لیکن میرے دوست کی دعا مجھ سے بہتر تھی'' وہ حرف بحرف قبول ہوئی اور ان سے یہی سلوک کیا گیا۔ میدان احد میں ان کی قبر حضرت حمزہؓ کی چار دیواری کے اندر ہے۔

<u>نتائج وفوائد:</u> احد کی اس جنگ میں مسلمانوں کی بے مثال قربانیوں' جاں نثاریوں اور خدا کے راستہ میں شہادت' ثابت قدمی صبر وثبات کے واقعات ہمارے لئے دین اسلام کے غلبہ کے لئے اسی قسم کی قربانی اور خدا کی راہ میں جاں نثاری کا تقاضا کرتے ہیں' وہاں اس غور وفکر کی دعوت بھی دیتے ہیں کہ دورِ اول کے ان مسلمانوں نے خدا کے دین کی اشاعت وحمایت میں خداوند تعالیٰ کے احکامات کی بجا آوری میں اور حضورﷺ کی اطاعت شعاری جو معیار قائم کیا ہے' کیا ہم اس پر پورا اترتے ہیں؟ تو جواب یقیناً نفی میں ہوگا۔ کیونکہ ہماری مسلمانی اور دعوت اسلام ایسا بے ضرر و بے خطر ہے کہ ہم نے اپنے اردگرد پھیلے ہوئے ملحدانہ وکافرانہ نظام اور غیر اسلامی ماحول میں ایسی کوئی صدائے احتجاج اٹھائی ہی نہیں۔ جس سے بدر واحد کے واقعات سے دوچار ہو کر ایسی بے مثال قربانیوں اور ثابت قدمی کے واقعات پیش کر سکیں۔ ہماری مسلمانی اور اسلام لے دے کر نماز اور حج تک محدود ہو کر رہ گئی جو خالص انفرادی ہے' اجتماعی برائیوں سے چشم پوشی کر رکھی ہے' بلکہ دوستی نبھا رکھی ہے۔ ہمیں تو الا ماشاء اللہ خود اپنے گھروں میں بھی بہو بیٹیوں اور بیویوں کے کسی غیر اسلامی رویہ پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہماری اسی بے ضرر مسلمانی کا دعویٰ خدا کے ہاں کسی عملی شہادت کے بغیر قبولیت کا درجہ پا سکتا ہے؟

<u>مقام عبرت ونصیحت:</u> ایک ٹیلے پر متعین کردہ تیر اندازوں کی حکم عدولی اور فرمانِ امیر کی نافرمانی جنگ کی جیتی ہوئی بازی کو ہرا کر یہ نتیجہ پیدا کر سکتی ہے کہ حضورؐ کی ذاتِ اقدس بھی اس کی جراحت اور شدت سے محفوظ نہ رہ سکے۔ چند مٹھی بھر لوگوں کی حرص وہوس نے جنگ کا پانسہ پلٹ کر اس قدر عظیم نقصان کا موجب بن سکی ہے اور مدینہ کے ہر گھر کو ماتم کدہ بنا سکتی ہے' مسلمانوں کے خلاف یہودیوں اور قبائل کے حوصلوں کو بڑھا کر ان کی سازشوں اور حملوں کا

دروازہ کھول سکتی ہے جس کے تدارک کیلئے اور اسلامی اثرات کی بحالی کیلئے حد سے زیادہ جدوجہد کرنا پڑی اور پھر یہ کہ اسلام میں شخصیت پرستی کے نتیجہ میں کہ حضور ﷺ کی شہادت کی خبر سن کر ایسی بددلی و مایوسی پھیلی کہ حضرت عمرؓ جیسی شخصیت نے بھی ہتھیار پھینک دیئے۔ اس طرح آخرت کے انعام واکرام سے بے نیاز ہوکر وقتی مال سمیٹنے کی خاطر دوڑ پڑے کہ انہیں حضورؐ کے متعلق یہ بدگمانی تھی کہ وہ تیراندازوں کو کہیں مال غنیمت سے محروم نہ فرمادیں۔ جس پر خداتعالیٰ کو حضورؐ کے متعلق صفائی دینا پڑی۔ ما کان لنبی ان یغل و من یغلل یات بما غل یوم القیمة ثم توفی کل نفس بما کسبت وھم لا یظلمون۔ (پارہ ۴۔ آیت ۱۶۱) کسی نبی کا کام نہیں کہ وہ خیانت سے کام لے اگر کوئی ایسا کرے گا تو قیامت کے دن خیانت کے ذریعہ کمائی ہوئی دولت کے ساتھ حاضر ہوگا۔ پھر خدا ہر آدمی کو اس کے اعمال کا بدلہ دے گا۔ اور کسی پر ظلم نہ ہوگا۔

جنگ احد کے دوران اور اس کے بعد کے تمام واقعات پر غور فرمائیے۔ کیا ہم ان تیراندازوں کی طرح صرف ایک بار نہیں بلکہ نافرمانی اور عدم اطاعت کے قدم قدم پر مرتکب نہیں ہورہے؟ کیا ہمارے اندر مال و دولت کی اتنی ہی بلکہ حد سے زیادہ حرص و ہوس نہیں؟ اور اسے سمیٹنے میں دن رات مصروف عمل نہیں؟ کیا ہماری سیاسی و مذہبی شخصیتوں کے بت ہمارے اندر نہیں؟ جن کی پیروی میں اسلام کے اجتماعی کاز' مقصد کی پرواہ نہیں؟

احد کی جنگ میں مسلمانوں کو وقتی کوتاہیوں کی اتنی کڑی سزا مل سکتی ہے کہ۔ لیس لک من الامر شئ'' کی تنبیہ مل سکتی ہے تو آج ہمارے اندر اجتماعی طور پر وہی عیب' وہی خرابیاں' اور وہی جرم ایک بار نہیں بار بار اور مسلسل موجود ہیں تو پھر ہم اجتماعی وانفرادی طور پر ایسی انجام کو اسی انجام اور اسی نتیجہ سے دوچار نہیں جو احد میں مسلمانوں کو بھگتنا پڑا۔

بوسنیا' کشمیر' افغانستان' اریٹریا' فلسطین' عراق پر جو مظالم ڈھائے جارہے ہیں تو اس میں تعجب اور شکایت کی کیا بات ہے یہ تو خداوند تعالیٰ کا وہ بدلہ ہے اور اس کی سزا ہے جو حضورؐ کی موجودگی میں معرکہ کارزار میں جانثاروں کو انکے ایثار کے باوجود مل کر رہی تو ہم کس باغ کی مولی ہیں۔ جن کا دامن اور عمل ایسی کسی قربانی سے خالی ہے جب اس کے نام پر پڑنے والوں کو وقتی ذلت وخواری سے دوچار ہونا پڑا تو ہمارے مقدر میں اگر طعن اغیار' ذلت و رسوائی اور ناداری ونارسائی لکھی گئی ہے تو پھر گلہ کس بات کا ہے۔

ہاتھ بے زور ہیں' الحاد کے دِل خوگر ہیں ___ امتی باعثِ رسوائی ۔۔ پیغمبر ۔۔ ہیں
بت شکن اٹھ گئے ''باقی جو رہے بت گر ہیں ___ تھا براہیم پدر اور پسر آذر ۔۔ ہیں
قوم مذھب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں ___ جذب باہم جو نہیں محفل انجم بھی نہیں
وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہوکر ___ اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآن ہوکر